58

مذہب کی غرض سمجھنے کی کوشش کریں

(فرمودہ ۷ر جولائی ۱۹۲۲ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں مختلف مذاہب نظر آتے ہیں۔ بڑے بڑے مذاہب چار پانچ سمجھو۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہزاروں مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً ہم میں سے جو لوگ ناواقف ہیں وہ ہندو مذہب کو ایک مذہب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک نہیں ہے۔ ہندو مذہب کے معنی یہ تھے کہ ہندوستان میں پیدا ہونے والے مذاہب میں سے کوئی ایک مذہب۔ اور ہندوستان میں سینکڑوں مذاہب پائے جاتے ہیں۔ وہ سب ایک مذہب کی شاخیں نہیں۔ بلکہ مستقل مذاہب ہیں۔ جن کے عقائد عبادات اور کتب بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ بے شک ایسے بھی ہیں جو ویدوں کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ اور ہم بھی مانتے ہیں کہ وید خدا کا کلام تھے۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو وید کے مقابلہ میں اور کتاب کو مانتے ہیں۔ کئی ہیں جو ویدوں کو نہیں مانتے۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے لئے ہدایت نامے اور ہیں جن کو وہ مانتے اور ان کی اتباع کرتے ہیں۔ چین میں بھی مذاہب ہیں۔ جاپان میں ہیں۔ اور افریقہ میں سینکڑوں مذاہب ہیں۔ جن میں خدا کے نام الگ۔ عبادت کے طریق الگ الگ ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی ادنیٰ خیال کے ہوں۔ مگر ان کا وجود ضرور ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بھی مذاہب کی کثرت ہے۔ عیسائیت مختلف مذاہب کا مجموعہ ہے مثلاً دو مختلف باتیں ایک مذہب میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ مسیح انسان ہے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ نہیں وہ خدا ہے۔ لیکن یہ دونوں عیسائی کہلاتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو تورات کی شریعت کے پابند ہیں۔ اور ایک وہ ہیں جو شریعت کو لعنت قرار دیتے ہیں۔ یہ دو مختلف مذاہب ہیں۔ مگر نام ان کا عیسائی ہے۔ تو دنیا میں ہزاروں مذاہب ہیں یورپ والوں نے ایک کتاب انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز لکھی ہے جس میں انہوں نے ہزاروں مذہب گنوائے ہیں۔

ان مذاہب میں اتنا اختلاف ہے کہ ایک مذہب کے لوگ دوسرے مذہب کے لوگوں کی ترقی کو پسند نہیں کرتے۔ مسلمان ہندوؤں کو ترقی کرتا نہیں دیکھ سکتے۔ اور ہندو مسلمانوں کی ترقی نہیں

چاہتے۔ عیسائی یہود کے دشمن ہیں۔ یہود عیسائیوں کے بدخواہ اور یہ حالت ہے کہ اگر بس چلے تو ایک دوسرے کو کھا جائیں۔ اور اگر موقع ہو تو زبردستی لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرلیں۔ یا ان کو قتل کر ڈالیں۔ چھوٹے چھوٹے اختلاف پر لوگ پھونک ڈالتے ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں اس اختلاف نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ امریکہ والے رنگ کی وجہ سے قتل کر ڈالتے ہیں۔ پچھلے سال اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ کہ ایک حبشی لڑکا اس سڑک پر سے گذرا جو سفید امریکیوں کے لئے مخصوص تھی۔ اس پر بہت سے مہذب کہلانے والے امریکن پتھر لیکر جمع ہو گئے۔ اور اس پر پتھراؤ کیا۔ مجھ کو یاد نہیں رہا کہ انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ یا قریب المرگ کر دیا۔ یورپ میں ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ لوگ اس لئے زندہ جلا ڈالے جاتے تھے کہ فلاں فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

یہ اختلاف کیوں ہے۔ آپس میں اس قدر مخالفت کیوں ہے۔ اگر کوئی فرق نہیں تو لڑائی کیوں ہوتی ہے۔ لوگوں کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ کیوں چاہتے ہیں کہ لوگ ان میں ملیں۔ ان کی یہ خواہش کیوں ہے۔ کہ لوگ اپنے تمام رشتہ داروں قریبیوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمان غور کریں کہ وہ جو کہتے ہیں کہ ان کے پاس ایک قیمتی چیز ہے۔ اگر لوگ اس کو قبول نہیں کریں گے تو ہلاک ہوں گے۔ وہ کیا ہے اگر مسلمان کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے تو یہودی بھی کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے۔ سکھ بھی مانتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور عیسائیوں میں بھی اس قسم کے فرقے ہیں جو خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اور آریہ سماجی بھی خدا کو ایک تسلیم کرتے ہیں۔ اگر خدا کا خالی ایک ماننا ہی بڑی چیز ہے اور اسلام کے لئے لوگوں کو سب کچھ چھوڑ دینا چاہیئے تو مسلمان اس عقیدے میں اکیلے نہیں۔ بلکہ میں نے بتایا ہے کہ اور بھی فرقے ہیں جنکا یہ اعتقاد ہے اور اگر مسلمان کہیں کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں تو رسول کریمؐ ایک آدمی تھے۔ یہ تو بالکل بے وقوفی کی بات ہوگی کہ کوئی شخص کہے کہ ہم اسلام کو تو سمجھے نہیں صرف محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر مانتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں آپ کی زبان سے کہلوایا گیا ہے کہ **انما انا بشر مثلکم** (الکہف: ۱۱۱) میں تمہارے جیسا آدمی ہوں محض بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ایمان لانا ایسی چیز نہیں تھی کہ اس کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا جائے۔ اگر کہا جائے کہ اسلام میں عبادتیں ہیں تو دوسرے مذاہب میں بھی عبادتیں ہیں۔ بلکہ زیادہ ہیں۔ اور سخت ہیں۔ لوگ سردی میں پانی میں رہتے ہیں۔ اور گرمی میں آگ کے الاؤ پر بیٹھتے ہیں اور مسلمانوں سے زیادہ دکھ اٹھاتے ہیں اور پھر اگر خالی روزہ رکھنا ہی ایسا ہے کہ دوسرے بھی مانیں۔ تو دوسرے بھی ہیں جو فاقہ کرتے ہیں۔ اگر یہ تمام چیزیں اپنی ظاہری شکل کے لحاظ سے اس قابل ہیں کہ ان کی وجہ سے کوئی شخص اپنا مذہب چھوڑ کر اسلام قبول کرے۔ تو یہ چیزیں اس طرح ان کے پاس بھی ہیں۔ عقائد ان کے بھی ہیں اعمال ان کے بھی ہیں۔ پھر وجہ فساد کیا ہے۔

لڑائی تو خزانے کے لئے ہوا کرتی ہے۔ مذہب کے لئے جو لڑائی ہو رہی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذاہب کے پاس کوئی قیمتی چیز اور خزانہ ہے۔ مذاہب کی لڑائی کسی نبی کے محض ماننے یا نہ ماننے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اصل مذاہب کی لڑائی یہ ہے کہ خدا ہمارا ہے۔ خدا ایک خزانہ ہے۔ جو ختم نہیں ہوتا۔ انسان جس قدر اس کا قرب اور اس کی رضا چاہنے کی کوشش کرے۔ اس کو کرنا چاہئے۔ بندے پر اس کے احسانات ختم نہیں ہوتے۔ ہر ایک مذہب کہتا ہے کہ خدا ہمارا ہے۔ اس پر لڑائی ہے سوائے اس کے اور کوئی چیز لڑائی والی نہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیں فخر ہے تو اس لئے کہ آپ نے ہمیں اس خزانہ کا پتہ دیا۔ اور وہ ذریعہ بتایا کہ وہ خزانہ تمہیں اس طرح مل سکتا ہے۔ اگر ہم نے وہ خزانہ حاصل نہیں کیا تو پھر یہ جھگڑا فضول ہے۔ کیا کوئی دانا اس موتی پر بھی لڑے گا۔ جو سمندر کی تہ میں ہو۔ وہ موتی ہمارا ہے نہ کسی اور کا وہ تو دونوں کے قبضہ سے باہر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ موتی ہمیں دیا۔ اگر ہم اس موتی کو حاصل نہ کریں اور دنیا سے لڑیں تو ہماری حالت کچھ اچھی نہیں۔ خزانہ کا دروازہ بند تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس کا رستہ بتایا۔ اور پھر دروازہ کھول دیا۔ لیکن اگر ہم اس خزانہ کو نہیں لیتے تو ہمارے خالی دعویٰ سے کچھ نہیں ہوتا۔ تمام دنیا کے مذاہب کہتے ہیں کہ خدا ان کے ذریعہ ملتا ہے۔ ہندو کہتے ہیں کہ خدا ان کے ذریعہ ملتا ہے۔ اور عیسائی کہتے ہیں کہ خدا عیسائیت کے ذریعہ ملتا ہے۔ اور سکھ کہتے ہیں کہ خدا سکھ مذہب کے ذریعہ ملتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا اسلام کے ذریعہ ملتا ہے۔ اگر باوجود اس کے پھر بھی ہماری حالت میں کوئی تغیر نہیں۔ اور ہمیں خدا نہیں ملا تو کیا خوشی کی بات ہے۔ اصل خوشی تو اس میں ہے کہ خدا مل جائے۔ اس لئے مومن کا یہ کام ہے کہ وہ اس کوشش میں لگا رہے کہ اس کو خدا مل جائے۔ مومن میں اور دوسروں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ کہ مومن پر خدا ظاہر ہو جاتا ہے اور دوسرے دعویٰ ہی کرتے رہتے ہیں۔

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ خدا ظاہر ہوا۔ آپ نے پتہ دیا۔ اور اس خزانہ کا دروازہ کھول دیا۔ لیکن یہ کوئی خوشی کی بات نہیں کہ خدا کا ہمیں پتہ لگ گیا۔ بلکہ اصل خوشی اس میں ہے کہ خدا مل جائے۔ اگر دروازے بند ہوں اور کسی شخص کو خزانہ نہ ملے تب بھی وہ محروم ہے۔ اور اگر کھلے ہوں اور وہ نہ لے تب بھی محروم۔ اگر کوئی شخص پیاسا ہو اور اس کو پانی نہ ملے تو وہ تشنہ ہے۔ اور اگر پانی موجود ہو اور نہ پیئے تب بھی پیاسا ہی ہے۔ اور اس کی پیاس میں کچھ بھی کمی نہیں آتی۔ دونوں کی تکلیف ایک ہے۔ پس اسی طرح جس شخص کو خدا نہیں ملتا اس کے لئے خوش ہونے کا مقام نہیں۔ لیکن جس کے لئے دروازے کھلے ہیں اور جس کو پتہ ہے کہ خدا یوں مل سکتا ہے اور وہ نہیں ملتا تو اس کی بھی وہی حالت ہے۔

سورۂ فاتحہ میں اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ خدا مل جائے۔ دین کے قبول کرنے سے مقصد خدا ہے۔ اس کے لئے کوشش ہونی چاہیئے۔ اسلام نے وہ طریق بتا دیا ہے کہ اس ذریعہ خدا مل سکتا ہے۔ اسلامی نماز کی بڑائی اس کی تکلیف کے باعث نہیں بلکہ اس کی خوبی کے باعث ہے۔ روزے کو شرف بھوک سے نہیں بلکہ اس کی خوبی سے ہے۔ صدقہ کی یہ غرض نہیں کہ انسان سے مال دلوانا مقصود ہے۔ بلکہ خدا نے اپنے ملنے کا اسے ذریعہ قرار دیا ہے۔ اگر اسلامی عقائد کو بزرگی اور عظمت حاصل ہے تو اس لئے کہ ان سے خدا مل جاتا ہے۔ اگر اصل غرض کو مدنظر نہ رکھیں جو ان امور سے مقصود ہے تو تمام کوششیں ضائع ہوں گی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو بتایا کہ خزانہ یہ ہے **الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین** پھر اس قیمتی خزانہ اور پھل دار باغ کے حصول کا ذریعہ بتایا۔ وہ یہ کہ نوکر ہو جاؤ۔ تو اس خانہ اور اس باغ کے اندر جا سکو گے۔ اور اس کے لئے کہا کہ **ایاک نعبد** اگر خزانہ لینا چاہتے ہو تو پہلے غلاموں میں بھرتی ہو جاؤ۔ کیونکہ غلاموں کے لئے آقا کے خزانوں اور باغوں میں جانا منع نہیں ہے۔ اور غلام اور نوکر کو بھی آقا کی چیز کے استعمال کا ایک حد تک حق حاصل ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک شرکت ہوتی ہے۔ مگر پھر اس سے اگلا مقام بتایا کہ **ایاک نستعین** غلام ہونے کے بعد مانگتا ہے۔ مگر مانگنا بھی آسان نہیں۔ کیونکہ جو خدمت کرتا اور آقا کو خوش کرتا ہے۔ اس کو مانگنے کا بھی حق حاصل ہوتا ہے۔ ایک لطیفہ ہے ایک شخص کو اس کی ماں نے کہا کہ جاکر ملازمت کر اور جب تیرا آقا تجھ سے خوش ہوا کرے تو اس سے انعام مانگا کر۔ بیٹے نے پوچھا کہ میں کیوں کر سمجھوں کہ آقا خوش ہے۔ ماں نے کہا کہ جب وہ ہنسے تو سمجھ لینا کہ وہ خوش ہے۔ چنانچہ وہ گیا اور ایک جگہ اس کو ملازمت مل گئی۔ ایک دن رات کے وقت بارش ہو رہی تھی آقا نے کہا جاؤ دیکھو کیا اس وقت بارش ہو رہی ہے۔ یا بند ہو گئی ہے۔ ملازم نے کہا کہ ہو رہی ہے۔ آقا نے کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا اس نے جواب دیا کہ بلی باہر سے آئی ہے۔ اور میں نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ آقا نے کہا اچھا چراغ بجھاؤ۔ نوکر نے کہا۔ کہ حضور منہ پر کپڑے لے لیں۔ اندھیرا ہو جائے گا۔ آقا نے کہا۔ کہ کواڑ بند کردو۔ ملازم نے کہا حضور دو کام میں نے کئے ہیں۔ ایک جناب خود کرلیں۔ آقا ہنس پڑا۔ اور اس نے فوراً کھڑے ہو کر کہا حضور انعام دیجئے۔ اس طرح کی خدمت کرنے سے انعام نہیں ملتا۔ بلکہ سچے دل سے اور صحیح معنوں میں خدمت کرنے سے انعام کا مستحق ہوتا ہے۔ اور عمدہ خدمت کرنے کے بعد غلام اور ملازم آرزو مند ہوتا ہے کہ اس کو انعام ملے۔

آگے مانگنے کی دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک مال و دولت اور ایک آقا کی رضا مندی۔ عبودیت کے

بھی درجے ہیں۔ پہلا درجہ تو یہی ہوتا ہے کہ وہ آقا سے مانگتا ہے کہ مجھ کو یہ چیز دیجئے۔ اور وہ چیز دیجئے۔ اور پھر ترقی کرتا ہے تو اس کی نظر ان چیزوں پر نہیں پڑتی بلکہ خود آقا پر پڑتی ہے اور وہ آقا کا ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے۔ وہ اور سب انعامات سے الگ ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں تو آپ ہی کو مانگتا ہوں آپ مل جائیں۔

پھر قرب بھی کئی قسم کا ہوتا ہے پیر دبانے والے ملازم کو بھی قرب حاصل ہے مگر جو وزیر کو قرب حاصل ہے۔ وہ بہت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ پہلے اگر اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ مجھے آپ کا دیدار ہو۔ تو پھر وہ **غیر المغضوب علیهم ولا الضالین** کے مقام پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت وہ یہ خواہش کرتا ہے کہ اگر آپ نے منہ دکھایا ہے۔ تو چھپایئے مت مل جایئے اور ہمیشہ کے لئے مل جایئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حصول کا یہ ذریعہ بتایا ہے۔

یہ چیز ہے جس کے لئے مسلمان کوشش کرتا ہے۔ اور اس وقت اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ دست در کار ودل بایار۔ جو لوگ دنیا کا کام دنیا کے لئے کرتے ہیں وہ پھسل جاتے ہیں دیندار دنیادار اور دنیا دار دنیادار میں فرق ہے۔ کہ پہلا دنیا کا کام کرتا ہوا بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا۔ لیکن دنیادار دنیادار کے کام تمام کے تمام دنیا کے لئے ہوتے ہیں۔ اور وہ خدا کو بھولا ہوا ہوتا ہے۔ دیندار کسی کی امانت واپس کرتا ہے۔ تو کچھ اپنے پاس سے زائد دیتا ہے کہ کہیں اس کا حق میرے ذمہ نہ رہ گیا ہو۔ لیکن دنیا دار کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اس کا حق دبا لے۔ دیندار دوسرے کے حق کو تو کیا دبانے کا خیال کرتا۔ اپنا حق بھی چھوڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ لیکن دنیادار اپنا حق کہاں چھوڑتا ہے وہ تو دوسرے کے حق پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ یہ بات زبان سے تو نہیں کہتے۔ کہ وہ دوسرے کا حق دبالیں۔ مگر ان کے نفس میں یہ خواہش ضرور ہوتی ہے لیکن مومن کا نفس ہر قسم کی خواہشوں سے پاک ہوتا ہے۔ جس شخص کی یہ حالت ہو کہ اس کو تسلی نہ ہو۔ اس کو خدا کا قرب حاصل نہیں۔

میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس بات کی کوشش کریں کہ ان کو خدا مل جائے محض رستہ کا ملنا کافی نہیں۔ اور اس کے لئے جھگڑا فضول ہے۔ ہاں اگر خدا مل جاتا ہے۔ تو پھر دوسروں سے جھگڑو اور ان کو وہ چیز دو جو ان کے پاس نہیں۔ راستہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتا دیا۔ اور پھر جب وہ گم ہوا تو دوبارہ مسیح موعود نے دکھا دیا۔ اب اس کی ضرورت ہے کہ اس رستہ پر چل کر خدا کو حاصل کیا جائے ورنہ اس کے بغیر کوئی خوبی نہیں۔

(الفضل ۱۳ر جولائی ۱۹۲۲ء)

❀ ❀ ❀